جہات الإسلام
JIHĀT-UL-ISLĀM
RESEARCH JOURNAL
HEC Recognized Journal (Y Category)
Faculty of Islamic Studies
University of the Punjab, Lahore
p-ISSN: 1998-4472
e-ISSN: 2521-425X
OPEN ACCESS HJRS
Email: jihat.is@pu.edu.pk

# فتاویٰ خلیلیہ میں احکامِ وقف و مسجد کا مآخذی و تطبیقی مطالعہ

## *A Source-Based and Applied Study of the Rulings on Waqf and Mosques in Fatawa Khaleeliyyah*

**1. Dr. Manzoor Ahmad (Corresponding Author)**
Assistant Professor, Department of Arabic & Islamic Studies, Gomal University, Dera Ismail Khan, Pakistan.
Email: Drmanzoor67@yahoo.com
**2. Muhammad Shafeeq Ahmad**
Doctoral Candidate, Gomal University, Dera Ismail Khan, Pakistan.
Email: Muhammadshafeeq2343@gmail.com

**HOW TO CITE THIS ARTICLE** *

Ahmad, Manzoor, and Muhammad Shafeeq Ahmad. "A Source-Based and Applied Study of the Rulings on Waqf and Mosques in Fatawa Khaleeliyyah." *Jihāt-ul-Islām Research Journal*, Vol. 19, Issue 03 (Jan –Jun 2026), 15-29.

**Abstract**

*Waqf and mosques occupy a central position in Islamic jurisprudence due to their religious, social, and institutional significance. The Sharīʿah has laid down comprehensive principles regarding the establishment, administration, protection, and utilisation of waqf properties and mosque affairs. Among the contemporary juristic works dealing with these issues, Fatawa Khaleeliyyah of Mufti Muhammad Khalil Khan Barkati holds a prominent place. This collection*

*Received: 04 Oct 2025; Revised: 10 Nov 2025; Accepted: 15 Jan 2026; Published online: 20 Mar 2026

INDEXED / ABSTRACTED PUBLICATION & ETHICS STATEMENT BY
IRI Islamic Research Index
AUSTRALIAN ISLAMIC LIBRARY
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER
RESEARCHBIB ACADEMIC RESOURCE INDEX
اردو اشاریہ جرائد
Copyright © The Author(s). No conflict. CC BY 4.0 license.
Faculty of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

*of fatāwā contains valuable discussions on the legal rulings related to waqf, mosque administration, donor intentions, trusteeship, endowed properties, mosque funds, and the sanctity of mosques. Mufti Khalil Khan Barkati addressed these issues in the light of the Qur'an, Sunnah, Hanafi jurisprudence, and established legal maxims, while also applying classical principles to practical problems faced by Muslim society. This study aims to examine the sources of the rulings presented in Fatawa Khaleeliyyah concerning waqf and mosques and to analyse their practical application in contemporary circumstances. The research investigates the juristic foundations of these rulings and evaluates their relevance to modern mosque management and waqf administration. The study reveals that the author consistently emphasises the preservation of waqf conditions, adherence to donor intent, protection of mosque property, financial transparency, and the maintenance of the sanctity and primary purpose of mosques. It further demonstrates that the rulings of Fatawa Khaleeliyyah are deeply rooted in authoritative Islamic legal sources and continue to provide practical guidance for mosque committees, waqf institutions, religious organisations, and contemporary Muslim communities.*

***Keywords:*** *Waqf, Khaleeliyyah, Mufti Muhammad Khalil Khan Barkati, Islamic Jurisprudence, Legal Maxims, Applied Fiqh*

## تعارف موضوع

اسلامی تہذیب و تمدن میں مسجد اور وقف کو بنیادی دینی و سماجی اداروں کی حیثیت حاصل ہے۔ مسجد نہ صرف عبادت گاہ ہے بلکہ تعلیم، تربیت، دعوت اور اصلاحِ معاشرہ کا بھی اہم مرکز ہے، جبکہ وقف اسلامی معاشرے میں رفاہِ عامہ، دینی خدمات اور اجتماعی فلاح کا ایک مستقل ذریعہ شمار ہوتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے ان دونوں اداروں کے قیام، انتظام، تحفظ اور استعمال کے لیے واضح اصول و ضوابط مقرر کیے ہیں تاکہ ان کے مقاصد صحیح طور پر پورے ہو سکیں۔ تاریخِ اسلام میں فقہاء نے وقف اور مسجد سے متعلق احکام کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور ہر دور کے نئے مسائل کا شرعی حل پیش کیا ہے۔ برصغیر کی علمی و افتائی روایت میں فتاویٰ خلیلیہ ایک اہم اور معتبر مجموعۂ فتاویٰ ہے جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق مسائل کے ساتھ احکامِ وقف و مسجد بھی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ مفتی محمد خلیل خان برکاتیؒ نے ان مسائل کے حل میں قرآنِ کریم، سنتِ نبویہ ﷺ، فقہِ حنفی اور قواعدِ فقہیہ سے استدلال کیا ہے۔ ان کے فتاویٰ میں نہ صرف شرعی احکام کی وضاحت ملتی ہے بلکہ عصرِ حاضر کے عملی مسائل کے حل کی مؤثر رہنمائی بھی موجود ہے۔ زیرِ نظر مقالہ فتاویٰ خلیلیہ میں مذکور احکامِ وقف و مسجد کا مآخذی و تطبیقی مطالعہ پیش کرتا ہے، جس میں ان احکام کے بنیادی مصادر، فقہی استدلال، عملی تطبیقات اور معاصر معاشرتی ضرورتوں کے تناظر میں ان کی اہمیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

### مولانا خلیل خان برکاتی کا تعارف

مولانا مفتی خلیل خان برکاتی برصغیر پاک وہند کے جلیل القدر علماء میں سے شمار ہوتے ہیں جو کثیر کتب کے مصنف، مفتی، مبلغ اور مدرس تھے۔ مولانا مفتی خلیل خان برکاتی لودھی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔[1] آپؒ کا شجرہ نسب کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

"محمد خلیل خان بن عبد الجلیل خان بن اسماعیل خان بن سردار خان بن فیض اللہ خان لودھی"[2]

مولانا خلیل خان برکاتیؒ انڈیا کی ریاست دادوں؛ ضلع علی گڑھ، موضع کھریری میں 26 شوال 1338ھ بمطابق 3 جولائی 1920ء کو پیدا ہوئے، پھر 1950ء کو پاکستان ہجرت کر کے تشریف لائے۔ آپ کی اولاد دو بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں۔ آپ سلسلہ قادریہ کے بزرگ سید برکت اللہ شاہ مارہرہ شریف کے دست پر بیعت ہوئے۔ اسی نسبت سے برکاتی کہلاتے ہیں۔

### تعلیم وتربیت

مولانا خلیل خان برکاتیؒ نے ابتدائی تعلیم مارہرہ شریف میں حاصل کی اور چودہ سال کی عمر میں مڈل کی تعلیم مکمل کی پھر عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کے حصول کی خاطر ریاست مینڈو میں موجود مدرسہ یوسفیہ میں داخل ہوئے اور چھ ماہ تک فارسی کی مبادیات سیکھیں اس کے بعد علی گڑھ کی طرف تعلیمی سفر کیا۔ ان دنوں دادوں میں نواب ابو بکر خان شروانی کا مدرسہ حافظیہ سعیدیہ بام عروج پر تھا تو اس ادارہ کی علمی شہرت کی بناء پر آپؒ نے اس مدرسہ کو منتخب کیا۔ تمام علوم وفنون کی اسی ادارہ میں رہتے ہوئے تکمیل کی اور دس سالہ علمی سفر 1363ھ / 1945ء کو ختم ہوا اور اس طرح آپؒ نے سند فضیلت حاصل کی۔[3]

### دارالعلوم کا قیام

مولانا خلیل خان برکاتیؒ نے شوال 1371ھ / 1952ء میں پہلا مدرسہ قائم کیا؛ جسے ام المدارس کہا جاتا ہے۔ اس کا نام دارالعلوم احسن البرکات رکھا۔ ابتداء میں یہاں صرف قرآن کی تعلیم دینا شروع کی پھر 1955ء میں باقاعدہ درس نظامی کا آغاز کیا اور پھر 1955ء سے 1985ء تک آپ کی حیات میں اس ادارے کے فضلاء کی تعداد سو سے متجاوز تھی۔[4]

### دارالافتاء کا قیام

مولانا خلیل خان برکاتیؒ نے 1955ء میں احسن البرکات میں دارالافتاء کا شعبہ قائم کیا اور عوام الناس کے مسائل کا شرعی حل بیان کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور حیدرآباد میں سب سے پہلا فتویٰ بھی اسی ادارہ سے جاری ہوا۔

**مولانا خلیل خان برکاتیؒ کی تصنیفی خدمات**

مولانا خلیل خان برکاتیؒ کثیر التصانیف عالم ہیں۔ آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب کی تعداد تقریباً 52 ہے[5]۔ اپنی 65 سالہ حیات میں 18350 صفحات تحریر فرمائے۔[6] آپ کی تصنیفی خدمات کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

**تفسیر قرآن :** مولانا خلیل خان برکاتیؒ نے ریڈیو پاکستان کے پلیٹ فارم سے مکمل قرآن کریم کی تفسیر بیان کی ہے، جسے آپؒ کے صاحبزادے میاں احمد برکاتیؒ نے ریکارڈڈ بیانات لے کر انہیں کتابی شکل میں جمع کیا اور اس تفسیر کا مجموعہ کا نام نشری تفسیر رکھا۔ جو ابھی تک چھپا نہیں ہے بلکہ غیر مطبوع ہے۔[7]

مولانا خلیل خان برکاتیؒ نے سترہ پاروں پر مشتمل ایک مستقل تفسیر بھی لکھی۔ اس کا نام خلاصۃ التفاسیر ہے۔ پہلے سات پاروں کی تفسیر جلد اول میں ہے جسے مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد نے 1970ء میں زیور طباعت سے آراستہ کیا ہے۔[8] مولانا خلیل خان نے تفسیر قرآن پر تیسری کتاب سورۃ النور کی تفسیر لکھی ہے جو ایک الگ مستقل کتاب کی صورت میں پبلش ہوئی ہے جس کا نام "چادر اور چاردیواری" ہے۔ فرید بک سٹال لاہور نے 1982ء میں اسے پہلی بار شائع کیا۔[9]

**احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ :** مولانا خلیل خان برکاتی کا تین جلدوں پر مشتمل ضخیم فتاویٰ ہے۔ اس فتاویٰ میں اٹھارہ ہزار مسائل کا جواب ورطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ فتاویٰ جات کی تعداد چار ہزار ہے۔[10] اس ضخیم کتاب کو ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے شائع کیا ہے۔

**سنی بہشتی زیور:** مسائل فقہیہ پر یہ ایک جامع کتاب ہے، اس کا پورا نام بہار نسواں سنی بہشتی زیور ہے۔ یہ کتاب نو حصوں پر مشتمل ہے؛ اسے فرید بک سٹال لاہور نے 1980ء پہلی بار شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی کیے گئے ہیں۔ مکتبہ قادریہ لاہور نے اس کتاب کو انگریزی، سندھی، ہندی اور ڈچ زبانوں میں شائع کیا ہے۔[11]

**سبع سنابل :** میر سید عبدالواحد بلگرامی کی یہ تصوف پر جامع کتاب ہے جس کا ترجمہ مولانا خلیل خان برکاتیؒ نے کیا ہے۔ اس مترجم کتاب کو فرید بک سٹال لاہور نے 1983ء میں شائع کیا ہے۔[12]

**فیصلہ ہفت مسئلہ مع توضیح و تشریح :** ہفت مسئلہ مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی تصنیف ہے جس کی شرح مولانا خلیل خان برکاتیؒ نے "فیصلہ ہفت مسئلہ مع توضیح و تشریح" کے نام سے لکھی ہے۔[13]

کچھ اور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں: چہل احادیث، شمع ہدایت، موت کا سفر، ہمارا اسلام، عقائد اسلام، ہماری نماز، دس عقیدے، نور علیٰ نور، مواعظ حسنہ، حکایات رضویہ، اسلامی گفتگو، درود و سلام، نعتیہ کلام، معراج المؤمنین، احکام زکوٰۃ، شرح کتاب الحج، تحفہ رمضان، تحفہ عید الفطر، تحفہ عید قربان اور تحفہ محرم۔

### غیر مطبوعہ کتب

مولانا خلیل کی متعدد تصانیف ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکیں ان میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں: برکات اسلام، تلاش حق، خلاصۃ التفاسیر جلد دوم، خنجر آبدار بر فرقہ خاکسار، شرح کتاب الحج، شرح مدارج القرآۃ حصہ اول ودوم، مقالات خلیل جلد دوم، نثری تفسیر اور نثری تقریریں۔[14]

### تدریسی خدمات

مولانا خلیل خان برکاتیؒ ایک اچھے مدرس تھے؛ آپ اپنے شیخ کے حکم پر درگاہ ماہرہ شریف میں قاسم البرکات میں مدرس ہوئے اور اس مسند پر ڈیڑھ سال تک فائز رہے۔ پھر 1366ھ میں میرٹھ چھاؤنی میں سکول ٹیچر منتخب ہوئے لیکن چھ ماہ بعد مولانا غلام جیلانی میرٹھی کے کہنے پر آپؒ نے استعفاء دے دیا اور میرٹھ کے مدرسہ قمر الاسلام میں تدریس سنبھالی۔ پھر کچھ عرصہ بعد محمد میاں مارہرویؒ نے دوبارہ طلب فرمایا تو آپؒ نے مارہرہ شریف واپسی فرمائی اور یہاں تین سال پڑھایا۔ البتہ پاکستان ہجرت کرنے کے بعد جب یہاں حیدرآباد میں احسن البرکات کی بنیادڈالی تو پھر مسلسل تدریس فرمائی اور تادم واپسیں اس منصب پر قائم رہے۔[15]

**وفات :** مولانا خلیل خان برکاتیؒ نے 28 رمضان المبارک 1405ھ ہجری افطار سے کچھ گھڑیاں قبل وفات پائی۔ 18 جون 1985ء کو منگل کے دن 65 سال عمر پاکر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آپؒ کی نماز جنازہ مفتی وقارالدین قادریؒ نے پڑھائی۔ کثیر علماء، طلباء اور صوفیاء اور عامۃ الناس نے آپ کے جنازے میں شرکت کی اور اس طرح درگاہ سخی عبدالوہاب شاہ جیلانیؒ کے پاس آپؒ کو دفن کیا گیا۔[16]

### فتاویٰ خلیلیہ میں احکام وقف ومسجد کا تاخذی و تطبیقی مطالعہ

اسلامی فقہ میں مسجد اور وقف دونوں کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ مسجد ایمان، عبادت، ذکر، تلاوت، تعلیم دین اور اصلاحِ معاشرہ کا مرکز ہے؛ جبکہ وقف مال کو ذاتی ملکیت اور شخصی مفاد سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مخصوص شرعی مقصد میں مستقل کر دینے کا نام ہے۔ اس لیے مسجد اور وقف کے مسائل عام مالی یا انتظامی معاملات کی طرح نہیں دیکھے جاسکتے۔ ان میں نیت، شرط، امانت، مصرف اور تقدس جیسے پہلو بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

فتاویٰ خلیلیہ میں باب الوقف اور احکام المسجد اس اعتبار سے خاص اہمیت رکھتے ہیں کہ یہاں فقہ فردی عبادت یا ذاتی معاملے سے آگے بڑھ کر اجتماعی اداروں تک پہنچتی ہے۔ مسجد کا مالی نظام، مسجد کے لیے جمع ہونے والا چندہ، موقوفہ زمین، مسجد کے حصے کا

استعمال، متولی کے اختیارات، مسجد میں دینی یا دنیاوی کام، اور مسجد کے اندر آداب یہ سب ایسے مسائل ہیں جن سے کسی ایک فرد کا نہیں بلکہ پورے معاشرے کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ ان مسائل میں نہایت محتاط، مضبوط اور فقہی اصولوں کے پابند نظر آتے ہیں۔

فتاویٰ خلیلیہ کی جلد دوم کے آخری حصے میں باب الوقف اور احکام المسجد و آداب المسجد آتے ہیں، اور یہاں فتاویٰ خلیلیہ کا فقہی سفر فرد اور خاندان کے دائرے سے نکل کر اجتماعی اور ادارہ جاتی دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ مسجد کے شرعی احکام، واقف کی شرائط، موقوفہ املاک کا تحفظ، مساجد کے چندے کی نوعیت اور مسجد کا غیر مناسب استعمال ایسے مسائل ہیں جن میں شخصی نیت سے زیادہ اجتماعی امانت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔

### فتاویٰ خلیلیہ کا موضوعی پس منظر

فتاویٰ خلیلیہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ مفتی صاحب نے کئی مقامات پر حکم یا قول تو نقل کیا، مگر صریح حوالہ نہیں دیا؛ اس لیے ان فتاویٰ کے مآخذ کی تحقیق و تخریج ضروری تھی تاکہ ان کی فنی اور علمی حیثیت واضح ہو سکے۔

یہ بات وقف اور مسجد کے مسائل میں زیادہ اہم ہو جاتی ہے، کیونکہ یہاں صرف نظری بحث نہیں بلکہ عوامی چندہ، مسجد کی زمین، دکانیں، کرایہ، کمیٹی، امام و مؤذن، متولی، نمازی اور پورا محلہ شامل ہو جاتا ہے۔ اگر ان معاملات میں فقہی اصول نظر انداز ہو جائیں تو مسجد بھی انتظامی بے قاعدگی کا شکار ہو سکتی ہے اور وقف بھی خیانت و تصرفِ بے جا کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کا کمال یہ ہے کہ وہ مسجد اور وقف کو انتظامی سہولت کے بجائے شرعی امانت کے طور پر دیکھتے ہیں۔

### مسجد کی قرآنی بنیاد

مسجد کی حرمت اور نسبت کا بنیادی قرآنی ماخذ یہ آیت ہے:

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا[17]

اور بیشک مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

اس آیت میں مسجد کی نسبت براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ اس نسبت کا تقاضا ہے کہ مسجد کو کسی شخص، خاندان، کمیٹی، جماعت، حکومت یا کاروباری مقصد کی ملکیت نہ سمجھا جائے۔ مسجد جب اللہ کے لیے ہے تو اس کا استعمال بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت، ذکر، نماز، تلاوت، دینی تعلیم اور اصلاحِ امت کے دائرے میں ہونا چاہیے۔ یہی قرآنی بنیاد فتاویٰ خلیلیہ میں مسجد کے تمام احکام کی روح بن کر سامنے آتی ہے۔ اس آیت کو مسجد کے تقدس کے بنیادی ماخذ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے، اور اس کی روشنی میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کو عبادت اور ذکر کے سوا غیر متعلقہ کاموں، ذاتی سامان، کاروباری معاملات یا کمیٹیوں کے

دنیاوی جھگڑوں کے لیے استعمال کرنا شرعاً درست نہیں۔

**وقف اور شرطِ واقف**

وقف کے باب میں سب سے بنیادی اصول شرطِ واقف ہے۔ واقف جس مقصد کے لیے مال، زمین، عمارت یا رقم وقف کرے، اسے اسی مقصد میں استعمال کرنا لازم ہے۔ انتظامیہ، متولی یا کمیٹی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنی رائے سے وقف کے مصرف کو تبدیل کر دے۔ فتاویٰ خلیلیہ میں اس اصول کو نہایت قوت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ واقف کی شرائط اور وقف کی جائداد کے مصرف کو بدلنے کے بارے میں مفتی صاحب نے واضح کیا کہ جس مقصد کے لیے مال وقف کیا گیا ہے، اسے کسی دوسرے مصرف میں لانا شرعاً جائز نہیں۔ اس کی فقہی بنیاد وہ مشہور قاعدہ ہے:

شَرْطُ الْوَاقِفِ كَنَصِّ الشَّارِعِ[18]

واقف کی رکھی ہوئی شرط، واجب العمل ہونے میں، شارع کی نص کی طرح ہے۔

یہ قاعدہ وقف کے پورے نظام کی روح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وقف کرنے والے کی شرط کو معمولی انتظامی ہدایت نہیں سمجھا جائے گا بلکہ شرعی طور پر لازم سمجھا جائے گا۔ اگر زمین مسجد کے لیے وقف ہوئی ہے تو اسے دکان، مکان، مارکیٹ یا کسی دوسرے مقصد میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر رقم وضو خانے کے لیے دی گئی ہے تو اسے کسی اور مد میں خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر مسجد کے لیے کوئی خاص چیز وقف کی گئی ہے تو اس کی حیثیت امانت کی ہے۔ مفتی صاحب کا یہ موقف اس لیے بہت اہم ہے کہ ہمارے معاشرے میں اکثر دینی اداروں کی کمیٹیاں وقف کے مال کو عمومی دینی مال سمجھ کر جہاں چاہتی ہیں خرچ کر دیتی ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ چونکہ مقصد دینی ہے، اس لیے مد بدلنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر فتاویٰ خلیلیہ اس سوچ کو درست نہیں مانتا۔ دینی کام ہونا کافی نہیں؛ یہ بھی ضروری ہے کہ مال اسی مصرف میں لگے جس کے لیے دیا یا وقف کیا گیا تھا۔

**مسجدی چندہ اور نیت کا اعتبار**

وقف کے ساتھ مسجدی چندہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ فتاویٰ خلیلیہ میں صفحہ 523 پر مساجد کے چندے اور نیت کے حوالے سے سوال نقل کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی خاص مد، مثلاً مسجد کی چٹائیوں یا وضو خانے، کے لیے چندہ دیا تو کیا انتظامیہ اسے امام کی تنخواہ یا تعمیرات میں لگا سکتی ہے؟ مفتی صاحب نے اس مسئلے کو حدیثِ نبوی اور قاعدۂ فقہیہ کی روشنی میں حل کیا اور فرمایا کہ دینے والے کی نیت جس مد کے لیے تھی، رقم اسی میں خرچ کرنا لازم ہے[19]۔ اس کی حدیثی بنیاد یہ ہے: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔[20]

اسی طرح فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: اَلْأُمُوْرُ بِمَقَاصِدِهَا معاملات کا اعتبار ان کے مقاصد کے ساتھ ہوتا ہے۔[21]

اس اصول کی روشنی میں مسجد کا چندہ محض رقم نہیں رہتا، بلکہ وہ دینے والے کی نیت سے بندھی ہوئی امانت بن جاتا ہے۔ اگر کسی نے پنکھوں کے لیے رقم دی ہے تو اسے پنکھوں ہی میں لگایا جائے گا؛ اگر وضو خانے کے لیے دی ہے تو وضو خانے میں؛ اگر امام و مؤذن کی تنخواہ کے لیے دی ہے تو اسی مد میں؛ اگر تعمیر کے لیے دی ہے تو تعمیر میں۔ انتظامیہ کی رائے، سہولت یا دوسری ضرورت اس نیت کو ختم نہیں کر سکتی۔

یہ اصول آج کے دور میں بہت اہم ہے۔ مساجد میں تعمیراتی فنڈ، امام فنڈ، بجلی بل فنڈ، وضو خانہ فنڈ، مدرسہ فنڈ، افطار فنڈ اور زکوٰۃ فنڈ الگ الگ ناموں سے جمع ہوتے ہیں۔ اگر ان مدات کو آپس میں ملا دیا جائے تو شرعی امانت متاثر ہوتی ہے۔ فتاویٰ خلیلیہ کا پیغام یہ ہے کہ مسجدی مالیات میں شفافیت، نیت کی پابندی اور مصرف کی درستگی لازم ہے۔

### مسجد کا مالی نظام: امانت، ملکیت نہیں

فتاویٰ خلیلیہ میں مسجد کے مالی نظام کو چندہ جمع کرنے کی مہم نہیں بلکہ امانتِ شرعیہ سمجھا گیا ہے۔ اس لیے متولی یا کمیٹی کو مالک نہیں بلکہ امین قرار دیا گیا ہے۔ مفتی صاحب کے نزدیک وقف کے اموال پر متولی کی حیثیت محض ایک امین کی ہے، مالک کی نہیں۔ اس لیے مسجد کے فنڈ سے کسی کو قرض دینا، یا ایک مسجد کے لیے جمع کیا گیا چندہ بلا شدید ضرورت کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں لگا دینا، شرعاً خیانت کے زمرے میں آ سکتا ہے[22]۔ یہ موقف بظاہر سخت محسوس ہو سکتا ہے، لیکن درحقیقت یہ مسجد اور وقف کے مال کو بے ضابطگی سے بچانے کے لیے ہے۔ اگر کمیٹی یا متولی مسجد کے مال کو قرض دینے لگے، ذاتی تعلقات میں استعمال کرے، ایک مد سے دوسری مد میں منتقل کرے، یا اپنی رائے سے خرچ کرے تو چندہ دینے والوں کا اعتماد بھی ختم ہوتا ہے اور وقف کا شرعی نظام بھی کمزور پڑتا ہے۔

مفتی صاحب نے یہاں تک لکھا کہ اگر کوئی متولی وقف میں خیانت کرے یا وقف کے مقاصد کے خلاف چلے تو اسے فوراً منصب سے معزول کرنا مسلمانوں پر واجب ہے[23]۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک متولی کا منصب عزت یا اختیار کا نہیں بلکہ جواب دہی اور امانت کا منصب ہے۔

### مسجد کے حصے کو دکان بنانا

جدید دور میں مساجد کے مالی اخراجات بڑھنے کی وجہ سے بعض لوگ مسجد کے نیچے، اوپر یا ساتھ دکانیں تعمیر کر کے کرایہ حاصل کرنے کو مناسب سمجھتے ہیں۔ بظاہر یہ عمل مسجد کے فائدے کے لیے معلوم ہوتا ہے، مگر فتاویٰ خلیلیہ میں اس پر سخت موقف اختیار کیا گیا ہے۔ جب مفتی صاحب سے پوچھا گیا کہ کیا مسجد کے فنڈ یا زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کے نیچے یا ساتھ دکانیں تعمیر کر کے

کرائے پر دی جاسکتی ہیں تاکہ مسجد کی آمدنی بڑھے، تو انہوں نے فقہِ حنفی کی مستند کتب کے حوالے سے واضح کیا کہ جو زمین ایک مرتبہ خالص مسجدِ شرعی کے لیے وقف ہو جائے، اسے کسی بھی صورت میں دکان یا رہائشی مکان میں تبدیل کرنا، یا اس کے اوپر نیچے کمرشل تعمیرات کرنا قطعی حرام اور ناجائز ہے۔[24]

یہ حکم مسجد کی شرعی حقیقت پر قائم ہے۔ جب کوئی جگہ مسجد بن جائے تو وہ صرف فرش تک مسجد نہیں رہتی، بلکہ تحت الثریٰ سے عنانِ آسمان تک مسجد کے حکم میں داخل ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے حصے کو کاروبار، رہائش، دکان یا کرایہ داری میں تبدیل کرنا مسجد کے مقصد کے خلاف ہے۔

یہاں مفتی صاحب کا مقصد یہ نہیں کہ مسجد کے مالی انتظام کی کوئی صورت نہ ہو؛ بلکہ مقصد یہ ہے کہ مسجد کے شرعی حصے کو کاروباری منصوبے میں نہ بدلا جائے۔ اگر کوئی الگ جگہ، الگ وقف، یا شرعی اصولوں کے مطابق مستقل آمدن کا انتظام ہو تو وہ الگ مسئلہ ہے؛ لیکن مسجد کے حصے کو دکان بنانا فتاویٰ خلیلیہ کے مطابق حرام ہے[25]۔

## غیر مسلم سے مسجد کے لیے چندہ

مسجد کی تعمیر کے لیے غیر مسلموں سے چندہ لینے کا مسئلہ بھی فتاویٰ خلیلیہ میں زیر بحث آیا ہے۔ مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ایمانی غیرت اور اسلامی تشخص کو مقدم رکھا۔ مفتی صاحب نے واضح فرمایا کہ غیر مسلم سے مسجد کے لیے چندہ نہ لیا جائے[26]۔

اس حکم کے پیچھے صرف مالی مسئلہ نہیں بلکہ دینی حمیت اور شعائرِ اسلام کی خود مختاری کا پہلو ہے۔ مسجد مسلمانوں کے ایمان، عبادت اور توحید کا مرکز ہے۔ اسے غیر مسلموں کے احسان، اثر یا مالی تعاون کے تابع نہیں ہونا چاہیے۔ اگر مسلمان اپنی مسجدیں بھی اپنے مال سے تعمیر نہ کر سکیں تو یہ ایمانی کمزوری کی علامت ہے۔ مسجد کا مال پاکیزہ، حلال، طیب اور مسلمانوں کی نیتِ صالحہ سے آنا چاہیے۔ یہ حکم آج کے دور میں بھی قابل غور ہے، خصوصاً وہاں جہاں سیاسی، سماجی یا غیر مسلم اداروں کی طرف سے مذہبی عمارتوں کے لیے گرانٹس یا امداد دی جاتی ہے۔ فتاویٰ خلیلیہ کا اصول یہ ہے کہ مسجد کی بنیاد مسلمانوں کی ایمانی خودداری اور شرعی پاکیزگی پر ہونی چاہیے، نہ کہ بیرونی احسانات پر۔

## لقطہ کی رقم مسجد میں صرف نہ کرنا

فتاویٰ خلیلیہ میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسجد میں کوئی رقم یا چیز گری ہوئی ملے تو کیا امام، مؤذن یا انتظامیہ اسے مسجد کے فنڈ میں شامل کر سکتی ہے؟ مفتی صاحب نے اس بارے میں واضح کیا کہ لقطہ یعنی گری پڑی چیز پہلے اعلان اور مالک کی تلاش کی محتاج

ہے۔ اگر طویل عرصے تک مالک نہ ملے اور پانے والا خود غریب اور مستحقِ زکوٰۃ ہو تو مخصوص شرائط کے ساتھ استعمال کر سکتا ہے، لیکن اگر وہ مالدار ہے تو اسے صدقہ کرنا ہو گا۔ اہم بات یہ ہے کہ مفتی صاحب نے فرمایا: "لقطہ کی رقم مسجد میں صرف نہ کریں"[27]۔

یہ حکم بہت باریک مگر نہایت اہم ہے۔ عام آدمی سمجھتا ہے کہ گمشدہ رقم مسجد میں ڈال دینا بہترین عمل ہے، لیکن فتاویٰ خلیلیہ بتاتا ہے کہ ہر مال مسجد کے لیے قابل قبول نہیں ہوتا۔ گمشدہ رقم کسی نامعلوم مالک کی امانت ہے۔ اسے مسجد میں خرچ کر دینا مالک کی اجازت کے بغیر تصرف ہے۔ مسجد کے لیے وہی مال مناسب ہے جو حلال، طیب، معلوم اور صحیح مصرف کے ساتھ دیا گیا ہو۔ اس مسئلے سے مفتی صاحب کا مالیاتی تقویٰ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ مسجد کے نام پر ہر رقم قبول نہیں کرتے بلکہ پہلے مال کی شرعی حیثیت دیکھتے ہیں۔ یہ اصول آج بھی مساجد کے مالی نظام کے لیے نہایت اہم ہے۔

**مسجد کو سامان گاہ یا کاروباری جگہ بنانا**

فتاویٰ خلیلیہ میں مسجد کو سامان گاہ، کاروباری جگہ یا بے قاعدہ استعمال سے بچانے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ فتاویٰ میں صفحہ 523 سے 533 تک مساجد کے آداب کے حوالے سے مختلف سوالات ہیں، جن میں لوگوں کے اس طرزِ عمل کا محاکمہ کیا گیا ہے کہ وہ مسجد کو محلے کی چوپال، دنیاوی باتوں کا مرکز یا فالتو سامان رکھنے کی جگہ بنا لیتے ہیں[28]۔

اس سلسلے میں حدیثِ نبوی ﷺ بھی پیشِ نظر ہے:

إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ

جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو: اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔

اس حدیث اور قرآنی آیت وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ کی روشنی میں مفتی صاحب کا موقف واضح ہے کہ مسجد کو عبادت، ذکر، نماز، تلاوت اور دینی اصلاح کے کاموں کے لیے خاص رہنا چاہیے۔ مسجد میں خرید و فروخت، دنیاوی شور و غل، کمیٹیوں کے جھگڑے، ذاتی سامان، ہنسی مذاق یا محض بیٹھک کا ماحول مسجد کے ادب کے خلاف ہے۔

**مسجد میں دنیاوی تعلیم**

فتاویٰ خلیلیہ میں ایک قابل توجہ مسئلہ مسجد میں انگریزی پڑھنے یا پڑھانے کا ہے۔ جب مفتی صاحب سے سوال کیا گیا کہ مسجد میں انگریزی پڑھنا یا پڑھانا کیسا ہے، تو انہوں نے مسجد کے بنیادی مقاصد یعنی مقاصدِ وقف کی روشنی میں اسے شرعاً ناپسندیدہ اور ناجائز قرار دیا۔ ان کا استدلال یہ تھا کہ مسجد خالصتاً ذکرِ الٰہی، نماز اور علومِ شرعیہ کی ترویج کے لیے وقف ہوتی ہے؛ اسے ایسے دنیاوی علوم کی درسگاہ بنانا جن کا براہِ راست تعلق شریعت سے نہ ہو، مسجد کے تقدس کے منافی ہے[29]۔

یہاں مفتی صاحب علم کے مخالف نہیں بلکہ مسجد کے مقصد کے محافظ ہیں۔ اسلام دنیاوی تعلیم کو منع نہیں کرتا، لیکن ہر کام کا اپنا مقام ہے۔ اسکول، مدرسہ، گھر، کمیونٹی سینٹر یا الگ تعلیمی جگہ دنیاوی تعلیم کے لیے مناسب ہو سکتی ہے؛ مگر مسجد کو عمومی دنیاوی تعلیم کا مرکز بنا دینا وقفِ مسجد کے مقصد سے مطابقت نہیں رکھتا۔

آج کے دور میں یہ بحث زیادہ اہم ہو گئی ہے، کیونکہ بہت سی مساجد میں ٹیوشن، کوچنگ، کمپیوٹر کلاسز یا دیگر دنیاوی سرگرمیاں شروع کر دی جاتی ہیں۔ فتاویٰ خلیلیہ کا اصول یہ ہے کہ اگر کوئی کام مسجد کے اصل مقصد یعنی عبادت، ذکر اور دینی تعلیم سے ہم آہنگ نہیں تو اسے مسجد میں رائج کرنے سے احتیاط لازم ہے۔

### مسجد کی تیسری منزل میں دنیاوی گفتگو

مسجد کے آداب کے ضمن میں ایک سوال یہ بھی ہے کہ مسجد کی تیسری منزل میں دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟ مفتی صاحب نے واضح کیا کہ مسجد کی حدود خواہ تہہ خانہ ہوں، گراؤنڈ فلور ہو یا تیسری منزل، اگر وہ مسجد کے حکم میں داخل ہیں تو وہاں دنیاوی باتیں، ہنسی مذاق یا خرید و فروخت کے معاملات طے کرنا ناجائز اور گناہ ہے[30]۔

یہ فتویٰ اس غلط فہمی کو دور کرتا ہے کہ مسجد کا ادب صرف نماز والے ہال تک محدود ہے۔ اگر کوئی حصہ شرعی مسجد میں داخل ہے تو وہ مسجد ہی ہے۔ اس میں وہی آداب لازم ہوں گے جو مسجد کے اصل حصے میں لازم ہیں۔ جدید مساجد میں تہہ خانہ، چھت، بالائی منزلیں، کمیٹی روم، اسٹور اور مختلف ہال ہوتے ہیں۔ اگر یہ سب مسجد کے وقف میں داخل ہیں تو ان پر مسجد کے آداب لاگو ہوں گے۔

### دینی محافل اور مسجد کا مقصد

فتاویٰ خلیلیہ کا منہج صرف ممانعت پر قائم نہیں۔ جہاں کوئی عمل مسجد کے مقصد سے ہم آہنگ ہو، وہاں مفتی صاحب اسے جائز یا مستحسن قرار دیتے ہیں۔ مسجد میں عید میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کے بارے میں انہوں نے اسے مستحسن قرار دیا، کیونکہ ذکرِ رسول ﷺ درحقیقت ذکرِ الٰہی ہی کا حصہ ہے، اور اس سے مسجد کی روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے[31]۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مفتی صاحب مسجد کو ویران یا محدود نہیں کرنا چاہتے، بلکہ اسے دینی ذکر، محبتِ رسول ﷺ، وعظ، اصلاح اور دینی شعور کا مرکز بنانا چاہتے ہیں۔ ان کی مخالفت دنیاوی، تجارتی، غیر شرعی یا مقصدِ وقف کے خلاف استعمال سے ہے، نہ کہ دینی محافل سے۔

### متولی کی خیانت اور اجتماعی ذمہ داری

وقف کے نظام میں متولی کی حیثیت بہت اہم ہے۔ وہ وقف کا محافظ، نگران اور امین ہوتا ہے۔ اگر متولی وقف کے مال کو اپنے ذاتی اختیار کی چیز سمجھ لے تو وقف کا نظام خراب ہو جاتا ہے۔ فتاویٰ خلیلیہ میں متولی کو مالک نہیں بلکہ امین قرار دیا گیا ہے۔ اگر وہ خیانت کرے یا وقف کے مقاصد کے خلاف عمل کرے تو اسے معزول کرنا لازم ہے[32]۔

یہ اصول آج کی مسجد کمیٹیوں کے لیے بھی نہایت اہم ہے۔ مسجد کمیٹی کا منصب عزت یا اقتدار کا نہیں بلکہ خدمت اور جواب دہی کا منصب ہے۔ کمیٹی کو چندہ دینے والوں کی نیت، مسجد کے مقصد، وقف کی شرط اور شریعت کے اصولوں کا پابند رہنا چاہیے۔ اگر وہ ان اصولوں سے ہٹ کر چلتی ہے تو اسے شرعی محاسبے کا سامنا کرنا چاہیے۔

### فتاویٰ خلیلیہ کا تطبیقی پہلو

فتاویٰ خلیلیہ کے احکام صرف اپنے زمانے کے لیے نہیں بلکہ آج بھی مساجد اور اوقاف کے نظم کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ آج کے دور میں مساجد کے مسائل بہت پھیل گئے ہیں۔ کہیں مسجد کے فنڈ کا حساب واضح نہیں، کہیں تعمیراتی فنڈ دوسری مد میں خرچ ہو جاتا ہے، کہیں مسجد کے نیچے دکانیں بنائی جاتی ہیں، کہیں مسجد کے ہال دنیاوی پروگراموں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، کہیں چندہ دینے والے کی نیت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، کہیں متولی یا کمیٹی خود کو مالک سمجھنے لگتی ہے اور کہیں مسجد کا ماحول عبادت کے بجائے دنیاوی گفتگو کا مرکز بن جاتا ہے۔

ان تمام صورتوں میں فتاویٰ خلیلیہ کا منہج ایک واضح اصولی رہنمائی دیتا ہے: **اول:** مسجد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے؛ اس لیے اس کا استعمال بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دینی مقاصد کے مطابق ہونا چاہیے۔ **دوم:** وقف کی شرط بدلنا جائز نہیں؛ شرطِ واقف شرعی طور پر معتبر ہے۔ **سوم:** چندہ دینے والے کی نیت کا اعتبار لازم ہے۔ **چہارم:** مسجدی فنڈ امانت ہے، عام ملکیت نہیں۔ **پنجم:** متولی مالک نہیں، امین ہے۔ **ششم:** مسجد کے حصے کو تجارتی مقصد میں بدلنا ناجائز ہے۔ **ہفتم:** گمشدہ مال کو مسجد میں خرچ کرنا درست نہیں، جب تک اس کے شرعی احکام پورے نہ کیے جائیں۔ **ہشتم:** مسجد میں دنیاوی گفتگو، کاروبار، ہنسی مذاق اور غیر دینی تعلیم سے بچنا چاہیے۔ **نہم:** دینی محافل، ذکر، تلاوت، درود و سلام اور اصلاحی بیانات مسجد کے مقصد سے ہم آہنگ ہیں، بشرطیکہ آدابِ مسجد قائم رہیں۔

### مآخذی منہج کا جائزہ

فتاویٰ خلیلیہ میں وقف اور مسجد کے مسائل کے حل میں مختلف مآخذ استعمال ہوئے ہیں۔ ان میں قرآن مجید، احادیثِ مبارکہ، فقہِ حنفی کے متون، قواعدِ فقہیہ، رد المحتار، الاشباہ والنظائر، مجلۃ الاحکام العدلیۃ اور برصغیری افتائی روایت شامل ہیں۔ مثال کے طور

پر مسجد کے تقدس کے لیے آیت وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ کو بنیاد بنایا گیا[33]۔ مسجدی چندہ اور نیت کے مسئلے میں حدیث "إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" کو اصل بنایا گیا[34]۔ وقف کی شرط کے لیے قاعدہ "شَرْطُ الْوَاقِفِ كَنَصِّ الشَّارِعِ" کو بنیاد بنایا گیا[35]۔ معاملات میں نیت کے اعتبار کے لیے قاعدہ "الْأُمُورُ بِمَقَاصِدِهَا" پیش کیا گیا[36]۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کا منہج محض روایتی نقل کا نہیں بلکہ اصولی تطبیق کا ہے۔ وہ جدید مسئلے کو قدیم فقہی اصول سے جوڑتے ہیں، مگر ایسا کرتے ہوئے مسجد کے تقدس، وقف کی شرط اور امانت کی روح کو کمزور نہیں ہونے دیتے۔

## نتائج

اس مطالعہ سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1۔ فتاویٰ خلیلیہ میں مسجد کو محض نماز کی جگہ نہیں بلکہ ایک مقدس شرعی ادارہ سمجھا گیا ہے۔

2۔ وقف کو عام عطیہ یا چندہ نہیں بلکہ شرعی امانت قرار دیا گیا ہے۔

3۔ شرطِ واقف کو وقف کے باب میں بنیادی حیثیت حاصل ہے؛ وقف کا مصرف اپنی رائے سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

4۔ مسجدی چندہ دینے والے کی نیت کے مطابق خرچ ہونا چاہیے؛ انتظامیہ اپنی سہولت سے مد تبدیل نہیں کر سکتی۔

5۔ متولی اور کمیٹی مالک نہیں بلکہ امین ہیں؛ خیانت کی صورت میں ان کا محاسبہ لازم ہے۔

6۔ مسجد کے فنڈ سے قرض دینا یا ایک مسجد کا چندہ بلاضرورت دوسری مسجد میں منتقل کرنا امانت کے خلاف ہے۔

7۔ مسجد کے حصے کو دکان، مکان یا کمرشل استعمال میں بدلنا فتاویٰ خلیلیہ کے مطابق حرام اور ناجائز ہے۔

8۔ غیر مسلم سے مسجد کے لیے چندہ لینے کے بارے میں مفتی صاحب نے اسلامی حمیت اور مسجد کے استقلال کو مقدم رکھا۔

9۔ مسجد میں ملنے والی گمشدہ رقم کو مسجد میں خرچ کرنا درست نہیں، کیونکہ لقطہ کے شرعی احکام پہلے پورے کیے جائیں گے۔

10۔ مسجد میں دنیاوی تعلیم، دنیاوی گفتگو، کاروبار، ہنسی مذاق اور غیر متعلقہ سرگرمیاں مسجد کے تقدس کے خلاف ہیں۔

11۔ مسجد میں دینی محافل، ذکرِ رسول ﷺ اور اصلاحی مجالس مسجد کے مقصد سے ہم آہنگ ہو سکتی ہیں، بشرطیکہ آدابِ مسجد ملحوظ رہیں۔

12۔ فتاویٰ خلیلیہ کا ماخذی منہج قرآن، حدیث، فقہِ حنفی، قواعدِ فقہیہ اور برصغیری افتائی روایت کے امتزاج پر قائم ہے۔

**خلاصۂ کلام**

فتاویٰ خلیلیہ میں احکامِ وقف و مسجد کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ مسجد اور وقف کے مسائل میں غیر معمولی احتیاط، فقہی بصیرت اور دینی غیرت رکھتے تھے۔ انہوں نے مسجد کو دنیاوی مفادات، تجارتی ذہنیت، انتظامی من مانی اور مالی بے قاعدگی سے بچانے کی کوشش کی۔ ان کے نزدیک مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، وقف اللہ کی راہ میں دی گئی امانت ہے، چندہ دینے والے کی نیت معتبر ہے، متولی امین ہے، کمیٹی جواب دہ ہے، اور شرعی مصرف کی پابندی لازم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ خلیلیہ کا یہ باب آج کی مسجد کمیٹیوں، وقف اداروں، دینی مدارس، اوقاف بورڈز اور دینی تنظیموں کے لیے نہایت اہم رہنمائی رکھتا ہے۔ اگر مساجد کا مالی اور انتظامی نظام فتاویٰ خلیلیہ کے ان اصولوں کے مطابق ہو جائے تو مسجدیں صرف عمارتیں نہیں رہیں گی بلکہ واقعی عبادت، تقویٰ، امانت، شفافیت اور دینی اصلاح کے مراکز بن جائیں گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## حواشی وحوالہ جات

[1]۔ لودھی خاندان سلطنت دہلی پر براجمان ہونے والا آخری خاندان ہے، جو 1451ء سے 1526ء تک سریر سلطنت پر رہا۔ یہ لوگ افغانی النسل پشتون تھے، ان کا پہلا سلطان بہلول لودھی تھا۔ اس خاندان کے کل تین سلطان حکومت پر آئے؛ بہلول لودھی، سکندر لودھی، اور ابراہیم۔

(Ṣawlat, Sarwat. Millat-i Islāmīyah kī Mukhtaṣar Tārīkh. (Lahore: Maktabah Jadīd Press, 2014), 2:192.)

2.Barkātī, Muḥammad Ḥassān Riḍā. Ḥayāt Muṣannif; Fatāwā Khalīlīyah (Muḥammad Khalīl Khān Barkātī). (Lahore: Ḍiyā' al-Qur'ān Publications, 2011), 1:39.

3.Bukhārī, 'Aṭā' Allāh, Sayyid. Iṣlāḥ-i Mu'āsharah ke Liye 'Allāmah Muftī Muḥammad Khalīl Khān Qādrī Barkātī Raḥmatullāh 'Alayh kī Dīnī, 'Ilmī wa Taṣnīfī Khidmāt kā Taḥqīqī Jā'izah. (PhD diss., Jāmi'ah Sindh, Jamshoro, n.d.), 84.

4.Bukhārī, 'Aṭā' Allāh, Iṣlāḥ-i Mu'āsharah, 88.

5.Qādrī, Iqbāl Aḥmad Akhtar. Khalīl al-'Ulamā'. (Lahore: Idārah Khalīl al-'Ulamā', 2000), 20.

6.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Maut kā Safar. (Lahore: Zāwiyah Publishers, 2005), 16.

7.Barkātī, Aḥmad Miyān. Majallah Khalīl al-'Ilm. (Lahore: Idārah Khalīl al-'Ilm, 2001), 94.

8.Barkātī, Muḥammad Ḥassān Riḍā. Ḥayāt Muṣannif; Fatāwā Khalīlīyah, 1:47.

9.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Chādar aur Chār Dīwārī. (Lahore: Farīd Book Stall, 1982), 2.

10.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Maut kā Safar, 15.

11.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Sunnī Bahishtī Zewar. (Lahore: Farīd Book Stall, 2015), 21.
12.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Sunnī Bahishtī Zewar, 1:57.
13.Barkātī, Muḥammad Ḥassān Riḍā. Ḥayāt Muṣannif; Fatāwā Khalīlīyah, 1:42.
14.Bukhārī, ‘Aṭā’ Allāh, Iṣlāḥ-i Mu‘āsharah, 102.
15.Bukhārī, ‘Aṭā’ Allāh, Iṣlāḥ-i Mu‘āsharah, 86.
16.Chishtī, Maṭlūb Aḥmad. "Muftī Muḥammad Khalīl Khān Barkātī aur Un kī Mu‘rikah al-Ārā’ Taṣānīf wa Fatāwā." In Fatāwā Khalīlīyah, ed. Muḥammad Ḥassān Riḍā Barkātī (Lahore: Ḍiyā’ al-Qur’ān Publications, 2011), 31.
17.Al-Jinn, 72:18.
18.Ibn Nujaym, Shaykh Zayn al-Dīn. Al-Ashbāh wa al-Naẓā’ir. (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah, 1999), 163.
19.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, ed. Muḥammad Ḥassān Riḍā Barkātī (Lahore: Ḍiyā’ al-Qur’ān Publications, 2011), 2:523.
20.Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī. (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1987), Kitāb Bad’ al-Waḥy, Ḥadīth No. 1.
21.Qubaj, Sāmir Māzin, Dr. Majallah al-Aḥkām al-‘Adlīyah. (Amman: Dār al-Fatḥ lil-Dirāsāt wa al-Nashr, 2008), 18.
22.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:526, 540.
23.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:512.
24.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:527, 529.
25.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:527, 529.
26.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:527, 529.
27.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:493.
28.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:523-533.
29.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:562.
30.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:551.
31.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:581.
32.Barkātī, Muḥammad Khalīl Khān. Fatāwā Khalīlīyah, 2:512.
33.Al-Jinn, 72:18.
34.Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Bad’ al-Waḥy, Ḥadīth No. 1.
35.Ibn Nujaym, Shaykh Zayn al-Dīn. Al-Ashbāh wa al-Naẓā’ir, 163.
36.Qubaj, Sāmir Māzin, Dr. Majallah al-Aḥkām al-‘Adlīyah, 18.